بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ + عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
روزنامہ الفضل ربوہ
ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی
فون ۴۴۹
جلد ۳۸ | منگل ۲۶ ربیع الثانی ۱۴۰۴ھ ۳۱ صلح ۱۳۶۳ ہش ۳۱ جنوری ۱۹۸۴ء | نمبر ۲۶

اخبارِ احمدیہ

حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت سے متعلق تازہ اطلاع

(۳۰ جنوری ۱۹۸۴ء)

"عام طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے بہتر ہے"

احباب کرام خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضرت سیدہ ممدوحہ کو صحت کامل عطا کرے اور آپ کا بابرکت سایہ تادیر ہمارے سروں پر سلامت رکھے۔ (آمین)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسلام کی امتیازی خصوصیات پر کینبرا یونیورسٹی میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کا معرکہ آراء خطاب

اپنی امتیازی خصوصیات اور دلکش محاسن کی وجہ سے دنیا میں اسلام ہی واحد عالمگیر مذہب ہے

یہی ایک زندہ مذہب ہے اور آج بھی خدا اور بندے کے درمیان تعلق کے قیام کا واحد دعویدار ہے

اس کا زندہ اور درخشندہ ثبوت جماعت احمدیہ کے وجود میں مشاہدہ کیا جا سکتا ہے

فرمودہ ۵ اخاء ۱۳۶۲ ہش بمطابق ۵ اکتوبر ۱۹۸۳ء - ۲ بجے بعد دوپہر

بمقام لیکچر ہال فیکلٹی آف آرٹس آسٹریلین نیشنل یونیورسٹی - کینبرا - آسٹریلیا

مرتبہ: مکرم یوسف سلیم ملک صاحب ایم۔ اے انچارج صیغہ زود نویسی ربوہ

(۲)

اسلام کے اسلوب تعلیم کی یہ چند شکلیں بطور مثال پیش کی گئی ہیں۔ اب میں ان پر کسی قدر تفصیل سے روشنی ڈالتا ہوں تاکہ میرا مافی الضمیر بغیر کسی ابہام کے سمجھ آ سکے۔

اسلام کے مالی نظام کا بنیادی اصول یعنی زکوٰۃ:

اسلام سود کی ہر حالت میں مذمت کرتا ہے اور دنیا بھر سے سودی نظام کی مکمل بیخ کنی کی بشدت تلقین کرتا ہے۔ اور اقتصادی پہیئے کو چلانے کے لئے سود کی بجائے زکوٰۃ کو قوت محرکہ کے طور پر پیش کرتا ہے۔ وقت اور موقع کی مناسبت سے اس تفصیلی بحث کی تو یہاں گنجائش نہیں کہ سودی نظام کے مقابل پر زکوٰۃ کے نظام کو کیا کیا فوقیت حاصل ہے لیکن صرف اس پہلو سے میں یہاں کچھ گفتگو کروں گا۔ کہ اس تعلیم کو زمانہ کی دستبرد سے محفوظ رکھنے کے لئے قرآن کریم کیا طریق اختیار کرتا ہے۔

زکوٰۃ سرمایہ پر ایک ٹیکس کا نظام ہے جو امراء سے وصول کیا جاتا ہے اور ریاست کی ضروریات کو اس ٹیکس سے پورا کرنے کے علاوہ اس کا بڑا مقصد یہ ہے کہ غرباء کی ضرورتوں کو پورا کیا جائے۔ غرضیکہ یہ ایک ایسا نظام ہے جو حکومت کی ضرورتوں کے علاوہ سوشل ویلفیئر کے تقاضے پورے کرنے کا ضامن ہے۔ اگر قرآن کریم انسان کے ہاتھ کا بنایا ہوا کلام ہوتا تو ضرور اس زمانہ کے عرب کے حالات مدنظر رکھ کر اس ٹیکس کی کوئی شرح معین کر دیتا۔ لیکن یہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ بیسیوں مرتبہ زکوٰۃ دینے کے مؤکد احکامات کے باوجود ایک جگہ بھی قرآن کریم میں زکوٰۃ کی شرح معین نہیں کی گئی لیکن اس کے باوجود ایسی اصولی رہنمائی کر دی گئی ہے جس کے پیش نظر ملک اور زمانے کے حالات کے مطابق دینی امور میں تفقہ کرنے والے معین فیصلہ کر سکیں چنانچہ فرمایا:—

"وَفِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ"

(الذّٰریٰت آیت: ۲۰)

کہ جن لوگوں کے پاس بنیادی ضرورت سے زائد ہے ان کے مال میں ان لوگوں کا حق ہے جو بصورت سائل یا محروم سوسائٹی میں اس امر کی نشاندہی کرتے ہیں کہ ان کی بنیادی ضرورتیں پوری نہیں ہو رہیں۔ اب اس اصول کی روشنی میں ہر زمانہ، ملک، قوم اور معاشرہ میں ان کی بنیادی ضروریات کو پورا کرنا اس کا کم از کم حق تسلیم کیا گیا ہے۔ اور اس بنیادی حق کی ادائیگی کا ذمہ دار ان لوگوں کو ٹھہرایا ہے جن کے پاس بنیادی ضرورت سے زیادہ ہے۔ اور اس کا انتظام حکومت کے ذمہ ہے کہ وہ ادائیگی حقوق کا عادلانہ نظام اس اصول کی روشنی میں قائم کرے۔

نظام حکومت کے متعلق پُرحکمت تعلیم

آج کے زمانہ کا دوسرا بین الاقوامی مسئلہ "نظام حکومت" کی تعیین ہے کہ کہاں کونسا نظام رائج ہو؟ - اس سلسلہ میں بھی اسلام کے رہنما اصولوں کو لیں تو وہ ایسے پختہ اور ٹھوس اور پختہ اصول ہیں کہ اپنی سچائی اور عظمت کی آپ دلیل ہیں۔

اس حقیقت سے کسی کو انکار نہیں کہ مختلف نظام حکومت اپنے مخصوص حالات اور تقاضوں کے پیش نظر موزوں یا غیر موزوں قرار دیئے جاتے ہیں۔ اور ہر زمانہ میں ہر قوم اور ہر خطہ کے بسنے والوں کے لئے ایک ہی سیاسی نظام مفید ثابت نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اسلام کوئی ایک نظام حکومت معین نہیں کرتا۔ وہ نہ ڈیماکریسی یا سوشلزم کو بطور نظام حکومت کے پیش کرتا ہے اور نہ بادشاہت ڈکٹیٹرشپ یا فاشسٹ حکومت کی طرف رہنمائی کرتا ہے بلکہ وہ حکومت بنانے سے بڑھ کر حکومت چلانے کے رہنما اصول بیان کرتے ہوئے یہ پابندی عائد کرتا ہے کہ حکومت خواہ کسی ڈھب کی ہو حکومت کی ذمہ داریاں لازماً انصاف

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴ - پبلشر - مسعود احمد - پرنٹر عبدالحی - مطبع ضیاء الاسلام پریس ربوہ - مقام اشاعت - دفتر روزنامہ الفضل دارالرحمت غربی ربوہ - قیمت ۵۵ پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عدل اور انسانی ہمدردی اور بنیادی انسانی حقوق کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے ادا کی جائیں گی۔

اب ظاہر ہے یہ تعلیم عین انسانی فطرت اور مزاج کے مطابق ہے۔ چنانچہ بہت سے پسماندہ اور ترقی پذیر ممالک آج بھی بطور مثال پیش کئے جا سکتے ہیں جو اپنے جداگانہ مزاج کے باعث برٹش ڈیماکریسی کو رائج نہیں کر سکتے۔ یہی نہیں بلکہ خود مغربی ممالک میں ایسے ممالک کا فقدان نہیں جہاں ڈیماکریسی کا تجربہ ناکام رہا ہے یا اگر ڈیماکریسی ہے تو محض نام کی ہے اور عملاً ڈیماکریسی کے نام پر ایک منظم اور طاقتور اقلیت حکومتوں پر قابض ہے۔ پس اسلام ڈیماکریسی کی تعریف کے پہلے جزو by the people کے کھوکھلے نعرے پر اس قدر زور نہیں دیتا جتنا اس امر پر زور دیتا ہے کہ حکومت جس طرز کی بھی ہو لازماً for the people ہونا چاہیئے چنانچہ جہاں جمہوریت کا ذکر کرتا ہے وہاں بھی زور اس امر پر ہے کہ فرضی جمہوریت نہ ہو بلکہ عوام میں اس بات کی صلاحیت ہو اور وہ اس صلاحیت کو پوری دیانتداری سے بروئے کار لائیں کہ حکومت کا انتخاب کرتے وقت صرف اہل لوگوں کو منتخب کریں۔ چنانچہ انتخابی عمل کو اس شرط کے ساتھ مشروط کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمٰنٰتِ إِلٰى أَهْلِهَا ۙ وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ ۚ (النساء آیت: ۵۹)

یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ جب تم اپنے حاکموں کا انتخاب کرو تو ووٹ صرف اہلیت کو مدنظر رکھ کر دو۔ اور جو بھی حکومت اس کے نتیجہ میں قائم ہو اس کو پابند کرتا ہے کہ بلاتمیز رنگ و نسل، مذہب و ملت، وہ حکومت کے کاموں کو انصاف کے ساتھ چلائے۔ اگر اس تعلیم کو نظر انداز کر دیا جائے تو یہ ادنات آپ کو یہ صورتِ حال بھی دکھائی دے گی کہ جمہوریت کے نام پر قائم ہونے والی بہت سی حکومتیں بادشاہتوں اور آمریتوں سے بھی بڑھ کر حقوقِ انسانی کو پامال کرنے والی ہوتی ہیں۔

پس کوئی بھی نظام ہو اور جو بھی حاکم ہو خواہ بادشاہ ہو یا ڈکٹیٹر یا جمہوری حکومت کی صورت میں بعض افراد کے ہاتھ میں حکومت کی باگ ڈور ہو اگر وہ کوئی آئین دنیا میں نافذ کرتے ہیں جو قرآنی ہدایات سے مطابقت رکھتا ہے اور اس میں احساس ذمہ داری پایا جاتا ہے اور انسان کے بنیادی حقوق ادا کرنے کی ضمانت دیتا ہے تو لازماً اس کے نتیجہ میں ایک مثالی اور نافع الناس حکومت قائم ہوگی۔

نظامِ حکومت کے بنیادی اصول

اب میں خلاصۃً وہ اصول بیان کرتا ہوں جو قرآن شریف سے کسی بھی نظامِ حکومت کے لئے بطور بنیادی اصولوں کے مستنبط ہوتے ہیں۔

۱۔ ہر نظامِ حکومت کا فرض ہے کہ وہ لوگوں کی عزت اور جان و مال کی حفاظت کرے۔[۱]

۲۔ ہر حاکم کے لئے ضروری ہے کہ وہ افراد اور اقوام کے درمیان عدل کرے۔[۲]

۳۔ قومی معاملات مشاورت سے طے ہوں۔[۳]

۴۔ حکومت ہر ایک شخص کے لئے کم از کم ضرورت یعنی خوراک لباس اور مکان مہیا کرنے کی ذمہ دار ہو۔[۴]

۵۔ حکومت لوگوں کے لئے ہر قسم کا امن مہیا کرے اور ہر شخص کی جان مال اور عزت کی حفاظت کا انتظام کرے۔[۵]

۶۔ اقتصادی حالات درست کرے۔[۶]

۷۔ عوام کی صحت کا خیال رکھے۔[۷]

۸۔ ملک میں مذہبی آزادی قائم کی جائے۔[۸]

۹۔ مفتوح قوم کے ساتھ عدل کا سلوک کیا جائے۔[۹]

۱۰۔ جنگی قیدیوں کو خاص طور پر مراعات دی جائیں۔[۱۰]

۱۱۔ معاہدات کی پابندی کی جائے۔[۱۱]

۱۲۔ معاہد قوم کو کمزور یا مجبور پا کر معاہدات ختم نہ کئے جائیں۔[۱۲]

۱۳۔ مسلمان رعایا کا فرض ہے کہ جو نظامِ حکومت بھی قائم ہو جب تک وہ اسلامی تعلیم کی واضح مخالفت نہ کرے یا اس میں روک نہ ڈالے۔ اس کی اطاعت کرے۔[۱۳]

۱۴۔ اگر امراء سے کبھی اختلاف ہو جائے تو ان اختلافات کو اصول کے مطابق طے کیا جائے جو اللہ اور رسولؐ نے مقرر کئے ہیں۔ اور ذاتی خواہشات کی پیروی نہیں کرنی چاہیئے۔[۱۴]

۱۵۔ خیر و بھلائی اور فلاح و بہبود کے کاموں میں عوام کو حکومت سے تعاون کا حکم ہے اور عدم تعاون کی تحریکوں کی ممانعت ہے۔ اسی طرح حکومت پابند ہے کہ وہ فلاح و بہبود کے کاموں میں خواہ وہ انفرادی شکل میں ہوں یا گروہوں کی شکل میں روک نہ ڈالے بلکہ حتی الامکان تعاون کرے۔[۱۵]

۱۶۔ ایک طاقتور اور مضبوط حکومت کو یہ ہدایت ہے کہ وہ دوسرے ممالک پر طمع کی نظر نہ رکھے۔ اور صرف دفاعی جنگ کرنے کی اجازت ہے۔[۱۶]

اب اسلام کی یہ تعلیم کیسی جامع اور ہر پہلو سے مکمل تعلیم ہے۔ اگر اسلام کسی ایک نظام کے رائج کرنے کا حکم دیتا تو یہ اعتراض پڑ سکتا تھا کہ جہاں یہ نظام ممکن ہی نہیں وہاں کیسے

۱۔ مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهٗ أَسْرٰى (انفال: ۶۸) فَإِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَإِمَّا فِدَاءً (محمد: ۵)

۲۔ وَإِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْبِذْ إِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَاءٍ (الانفال: ۵۹)

۳۔ أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ۔ (النساء: ۶۰)

۴۔ وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۖ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (المائدہ: ۳)

۵۔ وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖ أَزْوَاجًا مِنْهُمْ (طٰہٰ: ۱۳۲)

۶۔ إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمٰنٰتِ إِلٰى أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ ۚ إِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ۔ (النساء: ۵۹)

۷۔ وَأَمْرُهُمْ شُورٰى بَيْنَهُمْ۔

۸۔ وَإِنَّ لَكَ أَلَّا تَجُوعَ فِيهَا وَلَا تَعْرٰى وَأَنَّكَ لَا تَظْمَأُ فِيهَا وَلَا تَضْحٰى۔

۹۔ وَإِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْأَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ۗ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ۔ (البقرہ: ۲۰۶)

۱۰۔ لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ (البقرہ: ۲۵۷)

۱۱۔ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلٰى أَلَّا تَعْدِلُوا ۚ اِعْدِلُوا ... الخ (المائدہ: ۹)

وقفِ جدید کے نئے سال کا اعلان ہو چکا ہے

جماعتیں احباب جماعت کے وعدہ جات کی فہرستیں جلد از جلد ارسال فرمائیں

جیسا کہ احباب جماعت کو ۸ جنوری ۱۹۸۴ء کے الفضل سے معلوم ہو چکا ہے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خطبہ جمعہ فرمودہ ۶ جنوری ۱۹۸۴ء میں وقفِ جدید کے نئے سال کا اعلان فرما چکے ہیں۔ حضور ایدہ اللہ نے اس ضمن میں جو تفصیلی ارشاد فرمایا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ:۔

"میں وقفِ جدید کے نئے سال کا اعلان کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کا ہر قدم ترقی کی طرف اٹھ رہا ہے۔ وقفِ جدید نے بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ترقی کی ہے اور گزشتہ سال کے مقابلہ میں چندہ بالغاں میں دو لاکھ ننانوے ہزار سے زائد اور چندہ اطفال میں ایک لاکھ بیس ہزار سے زائد کی وصولی کی ہے۔ حضور نے فرمایا مجھے امید ہے کہ جماعت امسال بھی اس تحریک میں غیر معمولی قربانی پیش کرے گی۔

حضور نے فرمایا وقفِ جدید میں واقفینِ زندگی معلمین کی بہت کمی محسوس ہو رہی ہے۔ بعض علاقوں میں اس تحریک کے ذریعہ کثرت سے ہندوؤں کا رجحان اسلام کی طرف ہوا ہے اور اب خدا کے فضل سے ۲۰۰ سے اوپر دیہات میں اسلام نفوذ کر چکا ہے۔ اس تحریک کو صرف روپے ہی کی نہیں بلکہ وقف کی روح رکھنے والے واقفین کی بھی ضرورت ہے۔"

(الفضل ۸ جنوری ۱۹۸۴ء)

عہدیداران جماعت کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ احباب جماعت کے نئے سال کے وعدہ جات کی تفصیل جلد از جلد دفتر وقفِ جدید میں ارسال فرما کر عنداللہ ماجور ہوں جزاھم اللہ احسن الجزاء

(ناظم مال وقفِ جدید، ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رائج کیا جائے۔ کیونکہ مختلف قوموں اور ملکوں میں معاشی و معاشرتی ارتقاء کی رفتار کے مطابق آج کی ترقی یافتہ دنیا میں بھی مختلف قومیں اور تہذیبیں آباد ہیں۔ اور آج کا انسان بظاہر ایک زمانہ میں رہتے ہوئے عملاً مختلف زمانوں میں بس رہا ہے۔ کیا افریقہ کی بعض غیر متمدن قومیں یا آسٹریلیا کے Aborigines اور انگلستان یا امریکہ کے باشندے علمی و ذہنی اور معاشی و معاشرتی لحاظ سے برابر ہو سکتے ہیں؟ اور کیا ایک ہی نظام حکومت ان کو مطمئن کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں، بلکہ یہ خلاف عقل اور خلاف فطرت بات ہوگی اور اسلامی قانون تو عین فطرت کے مطابق ہے اور انسانی فطرت کی ہر شاخ کی پرورش کرتا ہے۔ اس لئے اسلام نے ہر چیز کے بارہ میں ایسی کامل تعلیم دی ہے جو زمان و مکان کی نسبتوں سے بالا ہے۔ چنانچہ نظام حکومت کے بارہ میں اسلامی تعلیم سے ظاہر ہے

اٹل اور غیر مبدل تعلیمات

اسلامی مذہب کے کامل اور دائمی ہونے کے سلسلہ میں قرآن شریف سے دوسری قسم کی مثالیں ایسی تعلیمات کی بھی ملتی ہیں جو اٹل ہیں اور حالات اور زمانہ جن کو بدل نہیں سکتے۔ اور جتنا مرضی کوئی زور لگا لے وہ تعلیمات غیر مبدل ہی رہیں گی۔ اس سلسلہ میں بھی میں ایسی اہم مثالیں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ جن کی آج دنیا کو بہت ضرورت ہے۔

(ا) پہلی مثال اسلام کی تعلیم عدل و انصاف کے بارہ میں ہے لیکن اس کی حقیقت اور اس کی عظمت کو سمجھنے کے لئے ضروری ہوگا کہ کسی قدر دوسرے مذاہب کی تعلیم عدل و انصاف کا ذکر کیا جائے تاکہ تمدنی ترقی کے تاریخی عمل میں اسلام کی انصاف کی تعلیم کا صحیح مقام متعین کیا جا سکے۔

جب ہم بعض دوسرے مذاہب کا جائزہ لیتے ہیں تو اوّل تو عدل و انصاف پر مشتمل کوئی تفصیلی تعلیم نظر ہی نہیں آتی اور اگر ملتی بھی ہے تو وہ ایسی نہیں جس کا آج کے زمانہ کے انسان پر اطلاق ہو سکے بلکہ اس کے بعض حصے تو آج کے انسان کی فہم، طرزِ فکر اور احساسات سے شدید طور پر متصادم دکھائی دیتے ہیں اور انسان یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ یا تو یہ تعلیم امتداد زمانہ سے بگڑ چکی ہے یا پھر اس زمانہ کے مخصوص حالات کے پیش نظر مجبوراً ایک محدود علاقے اور محدود وقت کے لئے دی گئی ہوگی ورنہ انسانی ضمیر انہیں ایک عمومی تعلیم کے طور پر کبھی قبول نہیں کر سکتا مثلاً یہودیت کہتی ہے کہ یعقوب کی اولاد ہی خدا کو پیاری ہے۔ باقی سب اس کی غلامی کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ اب اگر اس مذہب کی حکومت ہو تو یقیناً اس تعلیم کے نتیجہ میں ظلم ہی پیدا ہوگا۔ (احبار باب ۲۵ آیت ۴۵/۴۶)

پھر یہودیت صدقہ و خیرات کے بارہ میں کہتی ہے کہ صدقہ و خیرات صرف اپنے ہی ہم قوموں کے لئے ہیں۔ اب اگر کوئی یہودی بادشاہ ہو تو اس تعلیم کے ماتحت سارے ٹیکس یہود کو ہی ملیں گے۔ غیر یہودی کا کوئی حق نہیں

اسی طرح ہندو مذہب میں بھی عدل و انصاف کا جو محدود تصور ملتا ہے کسی قدیم زمانہ میں تو وقتی مصالح کے پیش نظر اس کا اطلاق شاید جائز قرار دیا جا سکے مگر ایک عمومی اور دائمی تعلیم کے طور پر انسان اسے کبھی قبول نہیں کر سکتا۔ مثلاً یہ حکم ہے کہ

"اگر برہمن نے ایک نیچ سے قرض لیا ہو لیکن وہ ادا نہیں کر سکتا تو شودر کا فرض ہے کہ وہ برہمن سے کوئی روپیہ نہ لے لیکن اگر شودر نے برہمن کا روپیہ دینا ہو اور شودر غریب ہو تو اونچی ذات والوں کی مزدوری کر کے برہمن کے قرض کو ادا کرے گا۔" (منو ادھیائے ۱۰۔ شلوک ۳۵)

پھر یہودیت میں بھی دشمنوں کے ساتھ تو انصاف کا کوئی تصور نظر ہی نہیں آتا۔ بلکہ لکھا ہے:۔

"جب کہ خداوند تیرا خدا انہیں تیرے حوالے کرے تو انہیں مار دیو۔ نہ تو ان سے کوئی عہد کیجیو اور نہ ان پر رحم کیجیو۔" (استثناء ۷/۲)

اس کے مقابل پر اسلام کی عدل و انصاف کی تعلیم کے چند نمونے اب ہم پیش کرتے ہیں جو زندگی کے ہر شعبہ پر حاوی ہے۔ قرآن کریم یہ ہدایت دیتا ہے کہ:۔

۱۔ اور جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل و انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو۔[1]

۲۔ تمہاری ہر ایک گواہی خدا کی رضا اور انصاف کے قیام کے لئے ہو خواہ تمہاری گواہی سے خود تمہیں یا تمہارے والدین اور قریبی رشتہ داروں کو نقصان پہنچتا ہو۔[2]

۳۔ اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم عدل نہ کرو۔ تم انصاف کو ہر حال میں قائم کرو۔ کہ وہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔[3]

۴۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں صرف ان سے جنگ کرو جنہوں نے تمہارے خلاف جنگ کی ہو اور اس معاملے میں کسی قسم کی زیادتی نہ کرو۔[4]

گویا جنگ میں بھی جنگجو قوم سے بے انصافی نہیں کرنی۔

۵۔ دورانِ جنگ میں بھی اگر دشمن صلح پر آمادہ ہو جائے تو اس کی یہ پیشکش ٹھکرائی نہ جائے۔[5]

(ب) اسلام کی غیر مبدل تعلیم کی دوسری مثال عفو و انتقام کے بارہ میں دوں گا جو گردشِ زمانہ کے باوجود اٹل اور فیصلہ کن تعلیم ہے اور جس سے بہتر تعلیم کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اس پہلو سے جب ہم اسلام کا دوسرے مذاہب سے موازنہ کرتے ہیں تو بائیبل کا یہ حکم آج کے انسان کے کانوں کو عجیب لگتا ہے کہ:۔

"اور تیری آنکھ مروت نہ کرے کہ جان کا بدلہ جان آنکھ کا بدلہ آنکھ دانت کا بدلہ دانت، ہاتھ کا بدلہ ہاتھ اور پاؤں کا بدلہ پاؤں ہوگا۔" (استثناء ۱۹/۲۱)

انتقام پر اتنا زور دیکھ کر آج کا انسان تعجب کرتا ہے اور تکلیف محسوس کرتا ہے۔ لیکن میں اس تعلیم پر کسی تنقید کے نقطۂ نظر سے یہ نمونہ پیش نہیں کر رہا بلکہ یہ سمجھانے کی کوشش کر رہا ہوں کہ قرآنی تعلیم کی روشنی میں اس بظاہر نہایت جابرانہ تعلیم کے جواز میں بھی ایک دلیل میسر آ جاتی ہے۔ یہ بھی اسلامی تعلیم کا ایک امتیازی حسن ہے کہ جن مذاہب سے تعلیم کا ٹکراؤ بھی ہے ان کی بھی مذمت کرنے کی بجائے ان کی تعلیم کو سمجھنے کے لئے نہایت حکیمانہ اصول پیش فرماتا ہے۔ چنانچہ قرآن کی رو سے یہ لازماً انتقام لینے کی تعلیم ایک مخصوص دور کے وقتی تقاضوں کے عین مطابق تھی اور اس زمانہ کے یہودی ایک مدت تک محکومیت و مظلومیت میں رہنے کی وجہ سے نہایت بزدل ہو چکے تھے اور اپنے جائز حقوق کی حفاظت کے اہل نہیں رہے تھے۔ اور ساری قوم احساس کمتری کا شکار ہو چکی تھی۔

پس ان کے ابھارنے کے لئے اور ان کے حوصلے بڑھانے کے لئے اس آیت پر زور دینے کی اشد ضرورت تھی کہ تم بدلہ ضرور لو اور آنکھ کے بدلہ آنکھ اور دانت کے بدلہ دانت توڑا جائے۔ اگر بدلہ لینے پر اس قدر شدت اختیار کرنے کی بجائے انہیں معاف کرنے کی تلقین زیادہ شدت سے کی جاتی تو ایک مقہور اور مظلوم قوم جو پہلے ہی بدلہ لینے سے ڈرتی رہی ہو، وہ تو فوراً اپنی بزدلی کو معافی کی چادر میں ڈھانپ لے گی اور مردانہ صفات سے اس طرح عاری رہے گی جس طرح

---

[1] ۔ یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ بِالْقِسْطِ شُھَدَآءَ لِلّٰہِ وَلَوْ عَلٰٓی اَنْفُسِکُمْ اَوِ الْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ ۚ اِنْ یَّکُنْ غَنِیًّا اَوْ فَقِیْرًا فَاللّٰہُ اَوْلٰی بِھِمَا ۫ فَلَا تَتَّبِعُوا الْھَوٰٓی اَنْ تَعْدِلُوْا ۚ وَاِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا (النساء ۱۳۶)

[2] وَلَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓی اَلَّا تَعْدِلُوْا ؕ اِعْدِلُوْا ۟ ھُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی ..... (المائدہ : ۹)

[3] وَقَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَکُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ ۔ (البقرۃ : ۱۹۱)

[4] وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَھَا وَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ ؕ اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۔ (الانفال : ۶۲)

[5] وَاِذْ نَجَّیْنٰکُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ یَسُوْمُوْنَکُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ یُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَکُمْ وَیَسْتَحْیُوْنَ نِسَآءَکُمْ ؕ وَفِیْ ذٰلِکُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ عَظِیْمٌ ۝ (البقرہ آیت ۵۰)

[1] ..... وَاِذَا حَکَمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْکُمُوْا بِالْعَدْلِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ نِعِمَّا یَعِظُکُمْ بِہٖ ؕ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ سَمِیْعًا بَصِیْرًا (النساء : ۵۹)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پہلے تھی۔ پس قرآن کے نزدیک یہ سخت متشددانہ تعلیم بھی اس وقت کے سیاق و سباق میں نہایت حکیمانہ بلکہ لابدی تھی اور یقیناً ایک حکیم و علیم خدا کی طرف سے تھی۔ اب اس کے برعکس ہم عہدنامہ جدید کی طرف متوجہ ہوتے ہیں تو یہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ عہدنامہ قدیم کے برعکس بدلہ کی بجائے عفو پر اتنا غلو کیا جا رہا ہے کہ بنی اسرائیل کو بدلہ لینے کے بنیادی حق سے ہی محروم کیا جا رہا ہے دراصل بات یہ تھی کہ جب ایک زمانہ گزر گیا اور نسلاً بعد نسلٍ بنی اسرائیل نے اس قاعدہ پر عمل کیا تو ان کے اندر ایک قسم کی خونخواری اور سخت دلی پیدا ہو گئی[1] اب اس کے سوا ان کا علاج نہ تھا کہ ایک تاریخی عہد تک ان سے بدلہ کا حق چھین لیا جائے۔ چنانچہ مسیح کے ذریعہ بنی اسرائیل کو یہ تعلیم دی گئی۔

"تم سن چکے ہو کہ کہا گیا کہ آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت۔ پر میں تمہیں کہتا ہوں کہ ظالم کا مقابلہ نہ کرنا بلکہ جو تیرے داہنے ہاتھ پر طمانچہ مارے دوسرا بھی اس کی طرف پھیر دے اور اگر کوئی چاہے کہ تجھ پر نالش کر کے تیری قبا لے، کرتے کو بھی اسے لینے دے اور جو کوئی تجھے ایک کوس بیگار لے جاوے اس کے ساتھ دو کوس چلا جا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اپنے دشمنوں کو پیار کرو اور جو تم پر لعنت کریں ان کے لئے برکت چاہو جو تم سے کینہ رکھیں ان کا بھلا چاہو اور جو تمہیں دکھ دیں اور ستائیں ان کے لئے دعا مانگو۔" (متی ۵ باب ۳۸ تا ۴۵)

پس اسلام عیسائیت پر بھی تنقید نہیں کرتا اور دونوں تعلیموں کی حالات کے ساتھ مطابقت اس طرح کرتا ہے کہ پہلی تعلیم اپنے وقت کی ایک بزدل قوم کے واسطے تھی تو دوسری ایک سفاک قوم کے لئے۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ انسان ابھی اپنی تادیب اور تربیت کے ابتدائی مراحل میں سے گزر رہا تھا اور بلوغت کو نہیں پہنچا تھا اس لئے ان کی تعلیم بالغ نظر انسان کے لئے قابل عمل نہیں ہو سکتی اور نہ ایسی تعلیم سے آج دنیا میں امن قائم ہو سکتا ہے اور نہ بنی نوع انسان کی اصلاح ممکن ہے۔ اس لئے اسلام نے جب ایک بالغ نظر ترقی یافتہ انسان کو مخاطب کیا تو ایسی تعلیم دی جو عارضی اور وقتی تقاضوں سے پاک ہے فرماتا ہے:

وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۚ فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ۗ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ۝

(الشوریٰ ۴۱)

قرآن شریف ایک طرف موسوی شریعت کو دنیا کے سامنے پیش کرتا ہے کہ بدکار کو اس کی بدی کے اندازہ کے مطابق سزا دو۔ تو دوسری طرف مسیحی تعلیم کو بھی قبول کرتا ہے کہ تو بدی کے بدلہ میں اعلیٰ سے اعلیٰ نیک سلوک کر اور ان دونوں تعلیموں سے زائد یہ بیان فرماتا ہے کہ عفو کی اجازت ہے لیکن اس شرط کے ساتھ کہ معافی کے نتیجہ میں اصلاح ہو۔ اگر معافی کے نتیجہ میں یہ خطرہ لاحق ہو کہ مجرم اصلاح کی بجائے جرم اور ظلم پر بھی دلیر ہو جائے گا تو اس صورت میں معافی کی اجازت نہیں۔

غرض دونوں سلوکوں میں سے جو سلوک بھی موقعہ اور محل کے مناسب حال ہو اختیار کیا جائے۔ اس تعلیم کی بنیاد فطرتِ انسانی ہی ہے اور فطرت انسانی کی طرح غیر مبدل ہے اور زمانہ کی دستبرد سے بالا ہے اور آج بھی اسی طرح قابل عمل ہے جیسے ۱۴۰۰ برس پہلے تھی۔ یہ ایک سادہ سی عام فہم تعلیم ہے لیکن سہل و ممتنع کی ایک عجیب مثال ہے۔ جہاں تک میں نے نظر دوڑائی مجھے کسی مذہب کی کتاب مقدس میں ایسی تعلیم دکھائی نہیں دی۔

اسلام کی بعض دیگر امتیازی خصوصیات

سامعین کرام! اسلام کے نمایاں امتیازات کا مضمون تو بہت وسیع ہے۔ یہ چند وہ اہم نکات تھے جو اس وقت تفصیل سے بیان کرنا میں ضروری سمجھتا تھا۔ باقی خصوصیات کی طرف وقت کی مناسبت سے صرف اشارے ہی کئے جا سکتے ہیں۔

(۱) اسلام کا ایک امتیازی کمال مذہب کے بنیادی تصور کے بارہ میں یہ ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی خالقیت کو تسلیم کر کے دوسرے مذاہب کے برخلاف اللہ تعالیٰ کی توحید کو ایسی قابل سمجھ صورت میں پیش کرتا ہے جسے ایک بدوی اور ایک عالم و فلاسفر برابر سمجھ سکتے ہیں جو اس کی ذات و صفات کی عظمت دلوں میں قائم کرتا ہے اور بتاتا ہے کہ وہ سب خوبیوں کا جامع اور سب عیبوں سے پاک ہے اور یہ واحد اور قادر مطلق زندہ خدا ہر زمانہ میں اپنی قدرتیں دکھاتا اور اپنے پیارے بندوں سے محبت کا سلوک فرماتا ان کی دعاؤں کو سنتا اور ان سے کلام کرتا ہے۔ پس یہ اسلام کا امتیاز ہے کہ خدا تعالیٰ کی توحید کو زمان و مکان پر برابر حاوی بتلاتا ہے اور ذات و صفات دونوں میں اسے واحد دکھلاتا ہے اور کسی زمانہ میں بھی اس کی صفات کو معطل نہیں بتاتا اور ہر زمانہ کے بندوں کے لئے وصل اور مکالمہ مخاطبہ کی راہ کھلی ہونے کا اعلان عام کرتا ہے۔

(۲) اسلام کی تعلیم کی ایک نمایاں خصوصیت یہ ہے اس کی رُو سے خدا تعالیٰ کے کلام اور اس کے کام یعنی اس کے قول و فعل میں کوئی تضاد یا اختلاف نہیں اور اس طرح اسلام انسان کو مذہب اور سائنس کے جھگڑوں سے آزاد کر دیتا ہے کیونکہ وہ بعض دوسرے مذاہب کی طرح قوانینِ قدرت کو نظر انداز کر کے اس کے خلاف باتوں پر یقین رکھنے کی تعلیم نہیں دیتا بلکہ قانون قدرت پر غور کر کے ان سے فائدہ اٹھانے کی تعلیم دیتا ہے۔

(۳) اسلام کی ایک امتیازی خوبی یہ ہے کہ وہ اپنی تعلیم محض دعووں اور تحکم سے نہیں منواتا بلکہ ہر امر کے لئے عقلی دلیل دیتا ہے اور ایسے زبردست دلائل سے ایمانیات کے مسائل ثابت کرتا ہے کہ عقل انسانی مذہبی تعلیم کے ساتھ اس یقینی علم کو پا کر مطمئن ہو جاتی ہے۔

(۴) اسلام کی بنیاد صرف قصوں پر نہیں بلکہ وہ ہر شخص کو تجربہ کی دعوت دیتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ ہر سچائی کسی نہ کسی رنگ میں دنیا میں پرکھی جا سکتی ہے۔

(۵) اسلام کی الہامی کتاب بے نظیر اور بے مثال کتاب ہے جو اسے سب مذاہب سے ممتاز کرتی ہے۔ آج تک قرآن شریف کے واشگاف اعلان اور دعوے کے باوجود اسلام کے سب دشمن مل کر بھی اس کے کسی ایک جز کی مثل بنانے پر بھی قادر نہیں ہو سکے اور قرآن کی یہ بے نظیری صرف اس کی فصاحت و بلاغت کے لحاظ سے ہی نہیں بلکہ اس کی جامعیت اور اعلیٰ تعلیمات کے لحاظ سے بھی ہے اور اگر کسی کو شبہ ہے تو آج بھی قرآن شریف کا یہ چیلنج اسے دعوتِ فکر دیتا ہے کہ قرآنی تعلیم کی مانند یا اس سے بہتر کوئی تعلیم پیش کرے۔ قرآن کا دعوےٰ یہ ہے کہ ایسا نہ کوئی کر سکا نہ کر سکے گا کسی بھی دوسری مذہبی کتاب میں اپنے بارہ میں نہ یہ دعوےٰ ہے نہ اس نوع کا کوئی چیلنج موجود ہے۔

(۶) قرآن شریف کا ایک اور امتیازی کمال یہ ہے کہ وہ یہ اعلان کرتا ہے کہ قرآنی تعلیم گزشتہ مذاہب سے کلیتہً کٹی ہوئی اور جدا نہیں بلکہ صحف سابقہ کی ہر قابل ذکر اور باقی رکھنے کے لائق صداقت اس کتاب میں جمع کر دی گئی ہے چنانچہ فرمایا۔

فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ (البینۃ آیت ۳)

پھر فرمایا:

اِنَّ هٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ۝ صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى (الاعلیٰ آیت ۱۹-۲۰)

(۷) اسلام کی ایک نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ جو الہامی کتاب اس مذہب کو پیش کرتی ہے اس کی زبان (عربی) زندہ ہے اور زبان کی زندگی کتاب کی زندگی پر دلالت کرتی ہے۔ پس باقی ماندہ تمام الہامی زبانوں کا مردہ ہو جانا اور قرآن کی زبان کا زندہ رہنا اس کی عظیم الشان خصوصیت ہے۔

(۸) اسلام کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ اس کی نہ صرف تعلیمات اعلیٰ و جامع ہیں بلکہ اس کا رسول اپنی زندگی کے ہر قسم کے دور سے گزرا اور یتیمی سے لے کر شہنشاہی تک اس کی تاریخی زندگی ہر قدم اور ہر موڑ پر درخشندہ مثالیں قائم کرتی چلی جاتی ہے۔ ایسا کامل اور قابل اتباع نمونہ جو اپنی وسعت اور تنوع میں ہمہ گیر ہو صرف اسلام کا رسول ہی پیش کرتا ہے جس کی زندگی ایک کھلی کتاب کی طرح ہمارے سامنے ہے اور زندگی کا کوئی گوشہ مخفی نہیں بلکہ تمام تفصیلات محفوظ ہیں اور ایک کامل نمونہ کے لئے ایسا

---

[1] ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً (البقرہ آیت ۷۵)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہونا ضروری تھا اس کے مقابل پر باقی انبیاء کو انسانی زندگی اور مسائل کے ایسے وسیع تجاربہ حاصل ہوئے نہ ہی ان کی سوانح حیات مکمل طور پر محفوظ ہیں اور زندگی کا اکثر حصہ نظروں سے اوجھل ہے۔

(۹) اسلام کی ایک نمایاں خوبی یہ ہے کہ اس میں بے شمار پیشگوئیاں پائی جاتی ہیں جو ہر زمانہ میں پوری ہو کر لوگوں کو اسلام کی سچائی اور زندہ خدا کی ہستی پر یقین پیدا کرتی رہی ہیں اور کرتی رہیں گی۔ کوئی زمانہ ایسا نہیں جس میں کوئی نہ کوئی پیشگوئی پوری نہ ہوئی ہو۔ اور یہ زمانہ تو اس بارہ میں اپنی مثال آپ ہے۔ مثلاً حضرت موسےٰ کے زمانہ کے فرعون کی لاش کا دستیاب ہونا یا ایسے عذاب کی خبر جس میں ذرّوں میں بند آگ انسان کو ہلاک کرنے کے لئے تیار کی جائے گی جو پھٹنے سے پہلے کھینچ کر لمبے اور عمودی ہو جائیں گے۔

(۱۰) اسلام کا یہ بھی ایک نمایاں امتیاز ہے کہ جب حیات بعد الموت کی خبریں دیتا ہے تو ساتھ ہی اس دنیا سے تعلق رکھنے والی بعض پیشگوئیاں بھی کرتا ہے جو پوری ہو کر حیات آخرت والی پیش خبریوں پر بھی یقین پیدا کر دیتی ہیں۔

(۱۱) اسلام عدل وانصاف کی انفرادی، قومی اور بین الاقوامی تعلیم دینے کے لحاظ سے تمام دوسرے مذاہب سے ممتاز ہے۔ یہ تعلیم ایسی جامع ہے کہ تعلقات کے ہر امکانی دائرہ پر حاوی ہے۔ بڑوں چھوٹوں۔ آجر اور مزدور دوست اور دشمن افراد اور قوموں کے حقوق اور فرائض پر حیرت انگیز رہنمائی کرتی ہے جو دائمی غیر مبدل اصولوں پر مبنی ہے۔

(۱۲) اسلام انسان، انسان کے درمیان مساوات کا علمبردار ہے۔ اس میں ذات پات۔ نسل اور قوم کی کوئی تمیز نہیں ہے بلکہ سب انسانوں کو بلحاظ انسانیت یکساں قرار دیتا ہے۔ پھر اسلام عزت اور اکرام کے ماپنے کا ایک نیا پیمانہ پیش کرتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا:۔

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ

(الحجرات آیت: ۱۴)

وَ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَھُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِکَ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ یُرْزَقُوْنَ فِیْھَا بِغَیْرِ حِسَابٍ ۝

(المومن آیت: ۴۱)

(۱۳) اسلام گناہ اور نیکی کی ایسی تعریف کرتا ہے جو اسے دیگر مذاہب سے ممتاز کرتی ہے۔ انسان کی فطری خواہشات کو یہ بدی قرار نہیں دیتا بلکہ ان کے بے محل استعمال کا نام بدی رکھتا ہے اور تمام طبعی تقاضوں کی تعدیل اور تربیت کرتے ہوئے ان کی مناسب نشو ونما کی تعلیم دیتا ہے۔

(۱۴) اسلام ایک منفرد مذہب ہے جس نے ورثہ میں ہی عورت کے حقوق کو قائم نہیں کیا بلکہ مرد اور عورت کے درمیان مساوات کا قیام کرنے کے باوجود مساوات پر ایسا غلط زور نہیں دیا کہ جو مرد اور عورت کے تخلیقی فرق کو نظر انداز کر دے۔

آخر پر میں ان تمام افراد اور قوموں کو جو امن کے خواہاں ہیں یہ عظیم خوشخبری دیتا ہوں کہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو آج انفرادی، معاشرتی، تمدنی، اقتصادی قومی۔ بین الاقوامی امن کی ضمانت دیتا ہے اس کی امن کی تعلیم ان شعبہ ہائے زندگی پر حاوی ہے۔ اسلام ہی وہ منفرد مذہب ہے جس کا نام امن ہے اور جس سے منسلک ہونے والا مسلم کہلاتا ہے۔ یعنی خود امن میں آنے والا، غیروں کو امن دینے والا اور ہر اس فعل سے پرہیز کرنے والا جو فساد پیدا کرنے والا ہو۔ اسلام کا رسول بھی اوّل المسلمین کہلایا یعنی سب امن کا پیام دینے والوں کا سردار۔ آپ نے فرمایا "مسلم وہی ہے جس کے قول وفعل کے شر سے ہر امن پسند محفوظ رہے۔" [۱]

حجۃ الوداع کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آخری خطاب قیام امن کے موضوع پر ایک لافانی چارٹر ہے جو ہر قوم ونسل اور مذہب وملت کے لئے آج بھی یکساں واجب العمل ہے۔

اسلام کے مفہوم میں صرف بندے اور بندے کے درمیان امن کا تصور داخل نہیں بلکہ بندے اور خدا کے درمیان بھی امن کا مفہوم شامل ہے چنانچہ اس پہلو سے اسلم وہ کہلائے گا جس سے خدا کی مخلوق اور اس کا قانون امن میں رہیں۔ [۲] اور جو خدا تعالےٰ سے ایسے تعلقات قائم کرے کہ اس کی سزا اور عقوبت سے امن میں آجائے۔ الغرض لفظ مسلم کے اندر امن وسلامتی کا ایسا وسیع مفہوم ہے جو اس دنیا پر بھی حاوی ہے اور اگلے جہان پر بھی۔ انسانوں کے تعلقات پر بھی پھیلا ہوا ہے اور اللہ اور بندہ کے تعلق پر بھی۔ اور ایک مسلمان پر لازم ہے کہ وہ نظام کائنات میں کوئی خلل پیدا نہ کرے اور اللہ کا مطیع بندہ بن کر رہے۔ وہ اپنوں کے لئے بھی سراپا امن ہو جائے اور غیروں کے لئے بھی سراپا امن ہو۔

اسلام کی تعلیم اس لائق ہے کہ آج قومیں اس سے استفادہ کریں اور ہولناک تباہی سے بچ جائیں۔ یہ اس پہلو سے منفرد ہے کیونکہ کسی دوسرے مذہب میں جب بین الاقوامی تصور ہی موجود نہیں تو وہ بین الاقوامی تعلیم کیسے پیش کر سکتا ہے۔ لیکن یہ ایک الگ اور مستقل مضمون ہے جس کی تفصیل میں اس وقت میں نہیں جا سکتا۔ گزشتہ سال زیورک (سوئٹزرلینڈ) میں اپنے ایک لیکچر میں میں نے اسلام کی بین الاقوامی تعلیم امن اور عدل وانصاف کے بارہ میں نسبتاً زیادہ تفصیل سے بیان کیا تھا۔ یہ مضمون THE REVIEW OF RELIGIONS RABWAH اور DER ISLAM ZURCH میں شائع ہو چکا ہے۔ لیکن اس میں بھی وقت کی مناسبت سے اس حد تک اختصار سے کام لینا پڑا کہ اسے سیر حاصل نہیں کہا جا سکتا۔

اسلام ایک زندہ مذہب ہے

آخر پر میں اسلام کے ایک اور عظیم الشان امتیاز کا ذکر کر کے اپنے خطاب کو ختم کرتا ہوں۔ اسلام ایک زندہ مذہب ہے اور خدا اور بندے کے تعلقات کو آج بھی اسی طرح قائم کرنے کا دعوے دار ہے جیسے ازمنہ سابقہ میں خدا اور بندہ کے تعلقات کا ذکر ملتا ہے۔ اسلام وحی اور الہام کو ایک قصۂ پارینہ کے طور پر پیش نہیں کرتا بلکہ ہر زمانہ کے انسان کو خوشخبری دیتا ہے کہ جس راستہ پر نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ نے اپنے ربّ کی لقاء حاصل کی اور جس راہ پر گامزن ہو کر خاتم النبیین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر خدا سب پہلوؤں سے بڑھ کر جلوہ گر ہوا۔ آج بھی وصل کی راہیں کھلی ہیں اور صلائے عام ہے ہر اس شخص کے لئے جو وصل الٰہی کا متمنی ہے۔ چنانچہ فرمایا:

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوْحٰٓی اِلَیَّ اَنَّمَآ اِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ فَمَنْ کَانَ یَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّہٖ فَلْیَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا یُشْرِکْ بِعِبَادَۃِ رَبِّہٖٓ اَحَدًا ۝

(الکھف آیت: ۱۱۱)

پھر فرمایا:

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝

(حٰمٓ السجدۃ آیت: ۳۱)

فی زمانہ قرآن کریم کے دعاوی کا زندہ وتابندہ ثبوت

جماعت احمدیہ کے نزدیک آج قرآن کریم کے ان دعاوی کا زندہ ثبوت بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کا وجود ہے جو ۱۸۳۵ء میں ۱۸/۸ کے ایک گمنام گاؤں قادیان میں پیدا ہوئے اور نیکی اور تقویٰ کے اسلامی تعلیم پر گامزن ہو کر وحی اور الہام سے مشرف کئے گئے اور اسی زندگی میں لقائے باری تعالےٰ کے اعلیٰ مقصد کو پا لیا۔

آپ نے اللہ تعالےٰ کے منشاء اور اسی کے امر کے مطابق ۱۸۸۹ء میں جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھی اور اسلام کی تبلیغ اور خدمت کرنے والی لاکھوں افراد پر مشتمل ایک فعال جماعت پیچھے چھوڑ کر ۱۹۰۸ء میں اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ آپ کے بعد آپ کا احیاء اسلام اور غلبۂ اسلام کا مشن نظام خلافت کے ذریعہ جاری ہے۔

اپنے بھیجے جانے کی غرض بیان کرتے ہوئے بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں:

"مجھے بھیجا گیا ہے تا میں ثابت کروں کہ ایک اسلام ہی ہے جو زندہ مذہب ہے اور وہ کرامات مجھے عطا کئے گئے ہیں جس کے مقابل پر تمام غیر مذاہب والے اور ہمارے اندرونی اندھے بھی عاجز ہیں۔ میں ہر ایک مخالف کو دکھلا سکتا ہوں کہ قرآن شریف اپنی تعلیموں اور علوم حکمیہ اور

---

[۱] اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِہٖ وَیَدِہٖ

[۲] اَلْمُؤْمِنُ مَنْ یَأْمَنُہُ النَّاسُ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اپنے معارف دقیقہ اور بلاغتِ کاملہ کی رو سے معجزہ ہے۔ موسیٰ کے معجزوں سے بڑھ کر اور عیسیٰ کے معجزات سے صدہا درجہ زیادہ ہے۔"[1]

پھر فرماتے ہیں:-

"اس تاریکی کے زمانہ کا نور میں ہی ہوں۔ جو شخص میری پیروی کرتا ہے وہ ان گڑھوں اور خندقوں سے بچایا جائے گا جو شیطان نے تاریکی میں چلنے والوں کے لئے تیار کئے ہیں۔ مجھے اس نے بھیجا ہے کہ تا میں امن اور حلم کے ساتھ دنیا کو سچے خدا کی طرف رہبری کروں اور اسلام میں اخلاقی حالتوں کو دوبارہ قائم کردوں اور مجھے اس نے حق کے طالبوں کی تسلی پانے کے لئے آسمانی نشان بھی عطا فرمائے ہیں۔"[2]

آخر پر میں اپنے خطاب کو حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے ان الفاظ پر ختم کرتا ہوں جو تمام بنی نوع انسان کو ایک دعوتِ عام دے رہے ہیں:-

"وہ آئینہ جس سے اس برتر ہستی کا درشن ہو جاتا ہے خدا کا وہ مکالمہ اور مخاطبہ ہے جس کا میں ابھی ذکر کر چکا ہوں جس کی روح میں سچائی کی تڑپ ہے وہ اٹھے اور تلاش کرے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر روحوں میں سچی تلاش پیدا ہو اور دلوں میں سچی پیاس لگ جائے تو لوگ اس طریق کو ڈھونڈیں اور اس راہ کی تلاش میں لگیں۔ مگر یہ راہ کس طریق سے کھلے گی اور یہ حجاب کس دوا سے اٹھے گا میں سب طالبوں کو یقین دلاتا ہوں کہ صرف اسلام ہی ہے جو اس راہ کی خوشخبری دیتا ہے اور دوسری قومیں تو خدا کے الہام پر مدت سے مہر لگا چکی ہیں سو یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کی طرف سے مہر نہیں۔ بلکہ محرومی کی وجہ سے انسان ایک حیلہ پیدا کر لیتا ہے اور یقیناً سمجھو کہ جس طرح یہ ممکن نہیں کہ ہم بغیر آنکھوں کے دیکھ سکیں ہیں بغیر کانوں کے سن سکیں یا بغیر زبانوں کے بول سکیں اسی طرح یہ بھی ممکن نہیں ہے کہ بغیر قرآن کے اس پیارے محبوب کا منہ دیکھ سکیں۔ میں جوان تھا اب بوڑھا ہوا۔ مگر میں نے کوئی نہ پایا جس نے بغیر اس پاک چشمہ کے اس کھلی کھلی معرفت کا پیالہ پیا ہو۔"[3] (اسلامی اصول کی فلاسفی - ص۱۳۱، ص۱۳۲)

بلاشبہ ہر امن کے متلاشی بے قرار انسان کے لئے آپ کی یہ دعوت مژدۂ جانفزا کی حیثیت رکھتی ہے۔

---

[1]: "انجام آتھم" ص۴۶ [2]: "مسیح ہندوستان میں" ص۱۱

لوکل چیپٹر لاہور

انٹرنیشنل ایسوسی ایشن آف احمدی آرکیٹیکٹ و انجینئرز

کا سہ سالہ انتخاب

ایسوسی ایشن ہذا کے لاہور چیپٹر کا عام اجلاس ۳ فروری ۱۹۸۴ء بروز جمعہ مسجد احمدیہ دارالذکر لاہور میں بعد نماز جمعہ منعقد ہوگا جس میں آئندہ تین سال کے لئے لوکل چیپٹر کے عہدہ داران کا انتخاب ہوگا۔ جملہ ممبران ایسوسی ایشن لاہور لوکل چیپٹر ضرور شرکت فرمائیں۔

(صدر لوکل چیپٹر)

لجنات توجہ فرمائیں!

آل پاکستان لجنہ ٹورنامنٹ ۱۱-۱۲ فروری ۱۹۸۴ء میں منعقد کیا جا رہا ہے تمام اضلاع کی لجنات سے درخواست ہے کہ سب اپنی کھلاڑی لڑکیاں اس میں شمولیت کے لئے بھیجیں جو لجنات پہلی دفعہ شامل ہو رہی ہیں وہ مرکزی دفتر کو اطلاع دے کر اپنے لئے دوپٹوں کے رنگ کوائف فارم اور ہدایت نامہ منگوالیں۔ آنے سے قبل مکمل اطلاع اور تعداد سے اطلاع کی جائے

(سیکرٹری صحت جسمانی لجنہ مرکزیہ)

درخواستہائے دعا

- میری اہلیہ محترمہ دس بارہ روز سے بیمار ہیں ڈاکٹروں کو بیماری کی صحیح سمجھ نہیں آرہی طبیعت بہت خراب ہے۔ (یعقوب احمد دارالعلوم غربی ربوہ)
- میرا لڑکا عزیزم طاہر جاوید راشد دونوں پنڈلیوں میں درد اور کمزوری کی وجہ سے پی۔ اے۔ ایف ہسپتال سرگودھا میں داخل ہے۔ (چوہدری مقبول احمد بھٹی۔ باب الابواب ربوہ)
- میری والدہ محترمہ اہلیہ محمد یوسف صاحب ناصر مرحوم دل کی تکلیف کی وجہ سے بیمار ہیں۔ (بشریٰ یوسف بنت مکرم یوسف ناصر صاحب مرحوم ربوہ)
- خاکسار کی چچی اہلیہ مکرم رشید احمد انور صاحب دارالعلوم وسطی زہریلا کیڑا کاٹ جانے کی وجہ سے بیمار ہیں۔ (اویس احمد وحید دارالعلوم غربی حلقہ خلیل ربوہ)
- میرے ایک نہایت مخلص عزیز از جماعت دوست کار کے حادثے میں شدید زخمی ہو گئے ہیں۔ (بشارت احمد فردوس کالونی ملتان روڈ لاہور)
- میرے والد مکرم حافظ غلام محی الدین معلم وقف جدید ٹانگہ سے ٹکر لگنے کی وجہ سے بیمار ہیں۔ (ملک ناصر احمد قائد مجلس خدام الاحمدیہ بوچھال کلاں ضلع جہلم)
- خاکسار کو بعض پریشانیاں لاحق ہیں۔ (حکیم سعد اللہ خان سوکالوی سچا سودا ضلع شیخوپورہ)
- خاکسار کے بھائی کا حیدر آباد میں آپریشن ہوا ہے۔ آپریشن کامیاب رہا ہے۔ (عبدالاعلیٰ طاہر پھیرو چیچی ضلع تھرپارکر سندھ)
- خاکسار کے بعض مسائل تو حل ہو گئے ہیں۔ مگر بعض ہنوز تکلیف دے رہے ہیں (بشارت احمد چوہان چک ۱۵۱ ڈی۔ بی ضلع میانوالی)
- میرے بڑے بھائی مستری اللہ رکھا صاحب کا پتھری کا آپریشن ہوا ہے۔ (مستری اللہ دتہ کرتو ضلع شیخوپورہ)
- ۲۲ جنوری کو برادرم میجر عبدالرحمٰن صاحب کا پراسٹیٹ کا آپریشن کامیاب رہا ہے الحمد للہ۔ کراچی میں میرے بھائی مکرم عبدالسلام سہیل صاحب کو ضعف قلب کا عارضہ لاحق ہے۔ (بشریٰ بشیر۔ لاہور)
- میرے بیٹے عزیزم عبدالسمیع قریشی کی ۲۶ دسمبر کو موٹر سائیکل کا حادثہ پیش آنے سے بائیں ٹانگ ٹوٹ گئی ہے۔ ڈاکٹروں نے آپریشن کر کے راڈ ڈال دی ہے۔ ابھی چلنے پھرنے سے منع کیا گیا ہے۔ (بیگم عبدالرشید قریشی Q-II وحدت کالونی۔ لاہور)
- میرے بھائی اور چچا اور بعض دیگر احباب ایک کیس میں ملوث ہیں۔ بہت پریشانی ہے۔ (مبارک اعظم بنت چوہدری محمد اعظم سمبڑیال)
- مکرم غلام محمد صاحب اباڑہ حال اوچ شریف کو سینے میں سخت درد کی اور کھانسی کی تکلیف ہے۔ (حافظ مبشر احمد منصور اوچ شریف)
- خاکسار کے والد محترم چوہدری فضل دین صاحب (سابق فضل شاپ) کی طبیعت چند دن سے پھر زیادہ ناساز ہو گئی ہے۔ فضل عمر ہسپتال میں داخل ہیں۔ (مبارک احمد اعجاز۔ گولبازار ربوہ)
- میرے چچا جان فرید احمد صاحب ابن میاں محمد علی صاحب آف لوہری والہ ضلع گوجرانوالہ جلسہ سالانہ سے قبل کے گردن اور گلے میں کینسر کی وجہ سے علیل ہیں اور اب تشویشناک حالت میں میو ہسپتال لاہور میں زیر علاج ہیں۔ احباب جماعت نیز خاندان حضرت مسیح موعود کی خدمت میں درد دل سے دعا کے لئے التجا ہے۔ (فہمیدہ رضا اہلیہ ملک رفیق احمد وکالت تبشیر)
- میری والدہ صاحبہ چند دن سے دردِ گردہ کی وجہ سے بیمار ہیں۔ درد مسلسل جاری ہے۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے تا اللہ میاں والدہ محترمہ کو جلد از جلد صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرماویں۔ (عبدالمومن محمود نائب قائد ضلع پشاور)
- مکرم محمد جلیل چوہدری صاحب نے ہالینڈ سے لکھا ہے کہ ان کی بچی عزیزہ فرح جلیل عرصہ ۱۴ ماہ سے عارضۂ جگر میں مبتلا ہے۔ علاج ہو رہا ہے مگر ابھی تک مکمل صحت یابی نہیں ہوئی۔ مکرم چوہدری صاحب کا خیال ہے کہ شاید اسے انگلینڈ لے جانا پڑے۔ دوست دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مکرم چوہدری صاحب کی بچی کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے اور ان کی جملہ پریشانیاں دور فرمائے۔ آمین (مینیجر ماہنامہ انصار اللہ ربوہ)

احباب کرام ان سب احباب کے لئے دعا کریں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصایا

ضروری نوٹ:-
مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں
(سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

مسل ۲۵۴۴۳

میں سردار محمد ولد دیدار محمد صاحب قوم پیشہ باغبانی عمر ۷۰ سال بیعت ۱۹۴۴ء ساکن چک ۱۴۵ ۱۰-آر ضلع ملتان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۰/۸۳ ۱۷ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جسکی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔

۱- مکان کچا ۲ کمرے اور صحن جو گورنمنٹ کے رقبہ پر تعمیر ہے مالیتی = چھ ہزار روپے
۲- = ۴۰۰/- روپے نقد بنک میں جمع
اس وقت مجھے مبلغ = ۱۳۵/- روپے ماہوار بصورت پنشن باشندگی مل رہے ہیں۔ اور میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر وصیت بھی حاوی ہوگی۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر اگر کوئی ہوئی حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتا رہوں گا۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

العبد - سردار محمد ولد دیدار محمد صاحب
چک ۱۴۵ ۱۰-آر ڈاکخانہ خاص برانچ جہانیاں ضلع ملتان

گواہ شد ۱ داؤد احمد صاحب
چک ۱۴۵ ۱۰-آر ضلع ملتان

گواہ شد ۲ فاروق احمد سیکرٹری مال
چک ۱۴۵ ۱۰-آر ضلع ملتان

مسل ۲۵۴۴۴

میں نسیم ظفر صاحبہ بیوہ چوہدری ظفر الحسن صاحب قوم راجپوت پیشہ خانہ داری عمر ۵۰ سال بیعت ۱۹۴۸ء ساکن گلشن اقبال کراچی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۱/۸۳ ۹ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جسکی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔

۱- مکان A-141 گلشن اقبال کراچی برقبہ ۲۴۰ مربع گز مالیتی = ۳۵۰۰۰/- روپے کا ۱/۸ حصہ یعنی = ۴۳۷۵۰/- روپے
۲- طلائی بالیاں وزنی ۳ ماشہ = ۱۴۰/- روپے
کل مالیتی = ۴۴۳۵۰/- روپے
اس وقت مجھے مبلغ = ۲۰۰/- روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر وصیت حاوی ہوگی۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر اگر کوئی ہوئی حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتی رہوں گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

الاقرار - نسیم ظفر A-141
بلاک ۹ گلشن اقبال کراچی

گواہ شد ۱ صغیر احمد صاحب چیمہ سیکرٹری وصایا

گواہ شد ۲ چوہدری ندیم احمد صاحب پسر موصیہ

مسل ۲۵۴۴۵

میں سیدہ مسرت اظہر شاہ زوجہ سید اظہر علی شاہ قوم سید پیشہ نرسنگ عمر ۵۰ سال بیعت پیدائشی ساکن ربوہ حال کراچی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۱/۸۳ ۱۳ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جسکی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔

۱- حق مہر مبلغ = ۱۵۰۰۰/- روپے بذمہ خاوند
۲- بیٹے کی انگوٹھی مالیتی = ۲۰۰۰/- روپے
۳- زیور طلائی چوڑیاں ۴ عدد وزنی ۴ تولے مالیتی = ۷۶۰۰/- روپے
۴- سکنی پلاٹ ۲/۱ بی برقبہ ۲۵۰ مربع گز ناظم آباد کراچی مالیتی = ۲۵۰۰۰/- روپے
۵- سکنی پلاٹ ۵/۲۱۶ برقبہ ایک کنال کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی لاہور مالیتی = ۱۶۰۰۰/- (سولہ ہزار روپے)
اس وقت مجھے مبلغ = ۴۰۰۰/- ہزار روپے ماہوار بصورت تنخواہ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر وصیت حاوی ہوگی میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر اگر کوئی ہوئی حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتی رہوں گی۔
میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

العبد - سیدہ مسرت اظہر شاہ
ای-۲۵ ڈاکخانہ P.N.S شفاء کراچی

گواہ شد ۱ صغیر احمد چیمہ صاحب سیکرٹری وصایا کراچی

گواہ شد ۲ سید اظہر علی شاہ صاحب خاوند موصیہ

مسل ۲۵۴۴۶

میں شیخ عبد المجید ولد شیخ عبد الحمید صاحب قوم شیخ پیشہ تجارت بیعت پیدائشی احمدی ساکن ۹-بی ساؤتھ سنٹرل ایونیو ڈیفنس ہاؤسنگ سوسائٹی کراچی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۱/۸۳ ۱۳ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جسکی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔

۱- مکان ۹-بی ساؤتھ سنٹرل ایونیو ڈیفنس سوسائٹی کراچی رقبہ = ۱۰۰۰ گز مالیتی دس لاکھ روپے
۲- فیکٹری اسفاٹا انٹرنیشنل لمیٹڈ ترنول ضلع بصیلہ کا ۱/۳ حصہ = ۳۲۵۰۰۰/- روپے
مجھے مبلغ دس ہزار روپے ماہوار آمدنی جائیداد مندرجہ بالا سے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر وصیت حاوی ہوگی میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتا رہوں گا۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

العبد - شیخ عبد المجید ۹-بی ساؤتھ سنٹرل ایونیو ڈیفنس سوسائٹی کراچی

گواہ شد نمبر ۱ صغیر احمد چیمہ سیکرٹری وصایا کراچی

گواہ شد نمبر ۲ مقصود احمد ولد چوہدری میاں خان صاحب وصیت ۲۴۴۷۵

مسل ۲۵۴۴۷

میں کنیز فاطمہ مجید زوجہ شیخ عبد المجید صاحب قوم شیخ پیشہ ملازمت عمر ۵۶ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ۹-بی ساؤتھ سنٹرل ایونیو ڈیفنس سوسائٹی کراچی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج تاریخ ۱۱/۸۳ ۲۱ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جسکی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔

۱- حق مہر بذمہ خاوند دس ہزار روپے
۲- طلائی چوڑیاں ۲ عدد وزنی ۱۲ تولے گلے کا ہار نمونے ۶ تولہ ۴ ماشہ لاکٹ زنجیر وزنی ۲ تولہ ۶ ماشہ جھمکے ڈنڈی وزنی ایک تولہ چار ماشہ جھمکے بالے کھڑی چوڑی وزنی ۹ تولہ ۸ ماشہ کل وزنی ۳۱-۱۰ تولہ مالیتی 43466/-
۳- حصص کیمنی لمیٹڈ ایک لاکھ پچاس ہزار روپے = ۱۵۰۰۰۰/- روپے کل میزان 223466/-
اس وقت مجھے مبلغ = ۳۵۲۰/- روپے بصورت تنخواہ مل رہے ہیں میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر وصیت حاوی ہوگی میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر اگر کوئی ہوئی حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتی رہوں گی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

الاقرار - کنیز فاطمہ مجید زوجہ شیخ عبد المجید صاحب
۹-بی ساؤتھ سنٹرل ایونیو ڈیفنس سوسائٹی کراچی

گواہ شد نمبر ۱ شیخ عبد المجید ولد شیخ عبد الحمید خاوند موصیہ

گواہ شد نمبر ۲ صغیر احمد صاحب چیمہ سیکرٹری وصایا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شکریہ احباب و درخواست دعا

ہمارے والد بزرگوار محترم حکیم حفیظ الرحمٰن صاحب حنیف سنوری بیت الحمد دارالعلوم غربی ربوہ تقریباً ڈیڑھ ماہ بیمار رہے۔ اس دوران تمام احباب جماعت اور خصوصاً پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کمال شفقت اور مہربانی سے جہاں ان کی صحت کے لئے دعا کی وہاں ہسپتال میں ان کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کا تحفہ بھی بھجوایا۔ جب والد صاحب کو اس بارہ میں بتلایا گیا تو والد صاحب کی آنکھیں پُرنم ہوئیں اور فرمایا کہ میں تو خلافت کا نہایت ہی ادنیٰ غلام ہوں۔ آپ نے وفات سے قبل حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ افراد خاندانِ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور احباب جماعت کا شکریہ ادا کرنے کا کہا تھا جو دن رات ان کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھتے تھے۔

محترم والد صاحب کی وفات ۲۹ نومبر ۱۹۸۳ء کو ہوئی تو ربوہ میں ہمارے مکان پر افراد خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور بزرگان سلسلہ، مبلغین کرام اور بہت تعداد میں احباب جماعت نے ہمارے گھر تشریف لا کر ہم سے تعزیت کی اور ہمارے اس غم کو ہلکا کرنے میں ہماری حوصلہ افزائی فرمائی۔ نیز پیارے آقا نے اگلے دن ہمارے سارے خاندان کے افراد سے ملاقات کا شرف عطا فرما کر والد صاحب کی وفات پر تعزیت فرما کر ہمارے دلوں کو مزید سکون کا سامان عطا فرمایا۔ ہمارے لئے سب احباب کے دل سے دعائیں نکلتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضلوں سے نوازے۔ آمین۔

اسی طرح بہت دوستوں کی طرف سے خطوط اور تاریں موصول ہوئیں جس کا سلسلہ ابھی تک جاری ہے ہم فرداً فرداً تمام دوستوں کو جواب دینے کی سعی میں ہیں۔ مگر بذریعہ الفضل سب کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اللہ سب کو جزائے خیر سے نوازے۔ (آمین)

ہماری تمام دوستوں سے درخواست دعا ہے کہ جہاں وہ والد صاحب مرحوم کی مغفرت کے لئے دعا کریں گے وہاں ہمیں بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارا معین و مددگار ہو اور ہمیں خلافت اور سلسلہ کی خدمات کی توفیق عطا کرتا چلا جائے۔ اور ہم سلسلہ کے حقیقی خادم ہوں۔

نیز ہماری والدہ محترمہ اس صدمہ کی وجہ سے ابھی تک بیمار چلی آ رہی ہیں ان کے لئے بھی دعا کریں اللہ تعالیٰ ان کو صبر جمیل اور سکون قلب عطا فرمائے اور کامل شفا سے نوازے آمین

والسلام خاکسار۔ نصیر الرحمٰن ناصر لاہور۔ حنیف الرحمٰن لندن۔ صفی الرحمٰن خورشید مبلغ سلسلہ مقیم ربوہ۔ لطیف الرحمٰن کراچی۔ اور ولی الرحمٰن حدیقۃ المبشرین ربوہ۔ قدسیہ منیر کوٹ عبدالمالک لاہور

نائیجیریا کے ہمسایہ ملک بینن میں احمدیت کا فروغ

● امیر نائیجیریا کے دورہ کے دوران ۹ بیعتیں

● مسجد کے لئے پلاٹ کا جائزہ لیا گیا:

امیر و مشنری انچارج نائیجیریا مکرم فضل الٰہی صاحب انوری اطلاع دیتے ہیں کہ نائیجیریا کے ہمسایہ ملک ری پبلک آف بینن کے مبلغ مکرم شمشیر احمد صاحب سوکیہ کے ہمراہ تفصیلی دورہ کے دوران ۹ افراد نے بیعت کی اور بینن میں نئی مسجد بنانے کے لئے ڈیڑھ کنال کے ایک پلاٹ کا جائزہ لیا گیا اور اس دورہ میں مکرم انوری صاحب نے بینن یونیورسٹی کے ریکٹر مسٹر کریم ڈراماسے سے ملاقات کی اور انہیں انگریزی ترجمہ قرآن کے علاوہ دیباچہ تفسیر القرآن اور اسلامی اصول کی فلاسفی کا فرانسیسی ترجمہ اور کتاب ایسنس آف اسلام کی دو جلدیں پیش کیں۔ اور یونیورسٹی کی لائبریری کے لئے دیباچہ تفسیر القرآن کے فرانسیسی ترجمہ کا ایک نسخہ پیش کیا۔ اس دورہ کے دوران ایک انسپکٹر آف سکولز، مرکزی حکومت کے ایک شعبہ کے ڈائریکٹر، ایک سپورٹس آفیسر اور ایک میڈیکل پریکٹشنر سے بھی ملاقات کی اور تبلیغ کرنے کے علاوہ انہیں لٹریچر بھی پیش کیا گیا۔

عجوبہ روزگار قصبہ

مکرم انوری صاحب مزید لکھتے ہیں کہ وہ اس دورہ کے دوران اس ملک کے عجوبہ روزگار قصبہ GANVIE بھی گئے جہاں خدا تعالیٰ کے فضل سے ہماری جماعت اور مسجد بھی موجود ہے۔ یہاں قصبہ کے تیس معززین نے ملاقات کی۔ ان کے ساتھ تین گھنٹے تک مجلس سوال و جواب کے ذریعہ احمدیت کا پیغام پہنچایا گیا۔ اس قصبہ کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ سمندر کے اندر ڈنڈے گاڑ کر بنائے گئے جھونپڑوں پر مشتمل ہے۔ ہر گھر کے پاس ضرورت کے مطابق چھوٹی بڑی کشتیاں ہیں جن کی مدد سے وہ قصبہ کے اندر اپنی حاجات پوری کرتے ہیں۔ ان کا بڑا مشغلہ مچھلیاں پکڑنا ہے۔

اس ملک کی سیاحت پر آنے والے لوگ اس قصبہ کو ضرور دیکھتے ہیں اور کچھ عرصہ قبل فرانس کے صدر متراں دورہ پر آئے تو انہیں اس قصبہ کی سیر بھی کروائی گئی۔

مکرم مشنری انچارج صاحب نے اس دورہ کے دوران COTONOU قصبہ کے چیف امام الحاجی عبدالحمید کیلانی سے ملاقات کی اور جماعت کے متعلق ان کی غلط فہمیوں کا ازالہ کیا جس پر وہ مطمئن ہو گئے اور مروجہ رسم کے مطابق انہوں نے ۵۰۰۰/- فرانک کا ایک نوٹ پیش کیا۔ محترم انوری صاحب نے انہیں جماعت کا فرانسیسی زبان میں طبع شدہ لٹریچر پیش کیا۔

: مرسلہ وکالت تبشیر :

احباب سے ضروری گزارش

خاکسار عنقریب ایک ضروری کام کے سلسلہ میں کراچی جا رہا ہے۔ اپنے کراچی کے قیام کے دوران اور واپسی پر حیدرآباد، میرپور، نواب شاہ، ملتان، دہاڑی، ساہیوال اور اوکاڑہ کے احباب کی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے الفضل کی توسیع و اشاعت کے سلسلہ میں امداد طلب کرے گا۔ اخبار کی اشاعت دس ہزار تک پہنچانے کے لئے احباب کی امداد اشد ضروری ہے کیونکہ احباب کے تعاون سے ہی سر ہو سکتی ہے۔

احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ اس سلسلہ میں خاکسار سے بھرپور تعاون کر کے عنداللہ ماجور ہوں۔

(عباد اللہ گیانی۔ مینجر الفضل ربوہ)

اراضی قابل فروخت

قریباً ۲۵ ایکڑ اراضی اندرون حدود کمیٹی پنڈی بھٹیاں طالب والا پتن روڈ پر پنڈی بھٹیاں سے قریباً ½ میل برائے فروخت موجود ہے۔ رابطہ کے لئے رجوع کریں مرزا مجیب احمد

فون نمبر دفتر ۵۵۵ دفتر GSAPIA گولبازار ربوہ

ضرورت ہے

ہم نہایت خوشی سے یہ اعلان کرتے ہیں کہ اہالیانِ ربوہ کی سہولت کے لئے ربوہ میں نیو خان روڈ رنرز ایڈ کنڈیشنڈ فلائنگ کوچ کا باقاعدہ دفتر کھل گیا ہے۔ عنقریب ربوہ سے راولپنڈی کے لئے صبح اور شام ایک کوچ روانہ ہوا کرے گی۔ ۱۲ گھنٹے قبل کی ایڈوانس بکنگ کو ترجیح دی جائے گی۔

ربوہ سے لاہور یا راولپنڈی سوار ہونے والے مسافروں کی بکنگ صرف ربوہ سے ہی ہو سکے گی۔

نوٹ:۔ اوقاتِ کار ۸ بجے صبح سے ۱۲½ اور شام ۴ بجے سے ۵ بجے تک۔

ایک محنتی اور دیانتدار کارکن کی ضرورت ہے

المصور ایجنسی گولبازار

نزد پوسٹ آفس ربوہ۔ فون 555 PP

حضرت حکیم نظام جان کے فرزند اور جانشین

حکیم انوار احمد جان

۵-۶-۷۰ فروری

دواخانہ حکیم نظام جان چوک اقصیٰ ربوہ میں مطب فرمائیں گے!

مینجر دواخانہ حکیم نظام جان

کالج روڈ چوک اقصیٰ ربوہ فون: ۵۵۸

نعیم جنرل سٹور

: مین بازار شیخوپورہ

ہر قسم کا سامان دستیاب ہے

پروپرائٹر: نعیم احمد قاضی